ہفتہ وار رسالہ: 208
WEEKLY BOOKLET: 208

امامِ حسین کے واقعات

صفحات 17

مزارِ مبارک امام حسین رضی اللہ عنہ

پیشکش:
المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
Islamic Research Center

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے واقعات

دُعائے عطار: یاربَّ المصطفٰے! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ "امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعات" پڑھ یا سُن لے، اُسے حضرتِ امام حسین (رضی اللہ عنہ) کی مبارک سیرت پر چلنے کی توفیق عطا کر اور اُسے جنت الفردوس میں بے حساب داخِلہ نصیب فرما۔ اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

دُرُود شریف کی فضیلت

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المرتضٰی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کسی مسجد کے پاس سے گزرو تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر دُرُودِ پاک پڑھو۔ (فضل الصلاۃ علی النبی للقاضی الجہضمی، ص70، رقم:80)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

"شہیدِ کربلا" کے نو حروف کی نسبت سے 9 حکایاتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ

(1) شانِ امامِ حسین

جنّتی ابنِ جنّتی، صحابی ابنِ صحابی، نواسۂ رسول حضرتِ امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ایک مرتبہ حضرتِ امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی محفل میں اعلٰی نسب، عزّت و وجاہت والی بُزُرگ ہستیوں کا ذکر ہورہا تھا۔ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ وہ شخص کون ہے جو اپنے والدین، دادا، دادی، نانا اور نانی، خالہ اور خالو کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ عزّت والا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: آپ ہم سے زیادہ جانتے

ہیں۔یہ سُن کر حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ نے امامِ عالی مقام، امامِ عرش مقام، حضرتِ امام حسین رضی اللہُ عنہ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر فرمایا: وہ شخصیت یہ ہیں، اِن کے ابو مولا علی مُشکل کُشا رضی اللہُ عنہ ہیں، امی جان، حضرتِ بی بی فاطمۃُ الزّہرا رضی اللہُ عنہا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی صاحبزادی ہیں، اِن کے نانا جان، محمدٌ رّسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں، نانی جان حضرتِ بی بی خدیجۃُ الکُبریٰ رضی اللہُ عنہا ہیں، اِن کے چچا جان حضرتِ جعفر طَیّار رضی اللہُ عنہ ہیں، اور پُھوپھی جان حضرتِ ہالہ بنتِ ابی طالب اور ماموں حضرت قاسم رضی اللہُ عنہ ہیں جو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صاحبزادے ہیں اور اِن کی خالہ حضرتِ زینب بنتِ رسول اللہ ہیں۔ یہ سن کر مجلس میں موجود تمام لوگوں نے کہا: آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔(المستجاد من فعلات الاجواد، 1/26) اللہ ربُّ العزّت کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

کیوں نہ ہو رُتبہ بڑا اصحاب واہلِ بیت کا — مصطفٰے اُن کے، خدا اصحاب واہلِ بیت کا
آل و اصحابِ نبی سب بادشہ ہیں بادشاہ — میں فقط ادنٰی گدا اصحاب و اہلِ بیت کا
یاالٰہی! شکریہ عطّار کو تو نے کیا — شعر گو، مِدحت سَرا اصحاب و اہلِ بیت کا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

﴿2﴾ بڑے بھائی کا اَدب

سخی ابنِ سخی، شہزادۂ علی، حضرتِ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہُ عنہ سے ایک مرتبہ کسی شخص نے کچھ مانگا تو آپ نے فرمایا: تین صورتوں کے سوا کسی سے مانگنا جائز نہیں (1) بہت زیادہ قرضے (2) فقیر بنادینے والی غربت (3) یا بہت زیادہ ضَمان۔ اُس شخص نے عرض کی: میں اِن میں سے ایک وجہ سے آیا ہوں۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے اُس کے لیے سو دینار (یعنی سونے

کے سکے دینے) کا حکم فرمایا۔ پھر اُس نے امامِ عالی مقام حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ سے کچھ مانگا تو آپ نے بھی بھیک مانگنے کے متعلق اُس سے وہی بات فرمائی جو حضرتِ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی۔ اُس نے وہی جواب دیا جو وہ حضرتِ امام حسن رضی اللہ عنہ کو دے چکا تھا۔ شہیدِ کربلا حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا: بھائی جان نے کیا عطا فرمایا ہے؟ اُس نے عرض کیا: 100 دینار۔ آپ نے بڑے بھائی سے برابری کو ناپسند فرماتے ہوئے اُسے ننانوے (99) دینار (یعنی سونے کے سکے) عطا فرمادیئے۔ پھر وہ شخص حضرتِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر کچھ پوچھے اسے سات دینار دے دیئے۔ اس نے حضرتِ امام حَسن اور حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہما کے پاس جانے اور ان کی عطا کا سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تعجب ہے تجھ پر! تو مجھے اُن کی مثل بنا رہا ہے، بے شک وہ دونوں تو عِلم اور مال کے دریا ہیں۔" (عیون الاخبار، جزء:3، ص 158) اللہ ربُّ العزّت کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

سخاوت بھی ترے گھر کی عنایت بھی ترے گھر کی
تِرے دَر کا سُوالی جھولیاں بَھر بَھر کے لاتا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

بڑا بھائی والد کی جگہ ہوتا ہے

اے عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت! امامِ عالی مقام، امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے پیارے پیارے بھائی جان امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کا اَنداز اور اَدب و تعظیم تو دیکھئے۔ کاش! ہم بھی اپنے بڑوں کا اَدب کریں۔ اِسلام میں بڑے بھائی کا بڑا مقام ہے، جس طرح

چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کا احترام کرنا چاہئے اسی طرح بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی سے شفقت و محبت بھرا سُلوک کرنا چاہئے کیونکہ بڑا بھائی والد کی جگہ ہوتا ہے۔ مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: "بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے والِد کا حق اولاد پر۔" (شعب الایمان، 6/210، حدیث:7929) اگر گھر میں سبھی ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں اور اُن سے اَدب و احترام کے ساتھ پیش آئیں تو گھر میں پیار بھرا ماحول بن سکتا ہے، آجکل گھریلو جھگڑوں کا ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال دِل سے ختم ہوتا جارہا ہے، بڑے کی چھوٹے پر شفقت نہیں تو چھوٹے کو بڑے کا احترام نہیں، نتیجتاً گھروں کا ماحول ہمارے سامنے ہے، اِسی طرح بڑی بہن کو چھوٹی بہن سے اور چھوٹی بہن کو بڑی بہن کے ساتھ محبت بھرا سُلوک کرنا چاہئے ورنہ والدین کے جیتے جی تو جیسے تیسے وقت گزر جاتا ہے لیکن والدین کی وفات یا اپنی شادیوں کے بعد سگے بھائی بہنوں میں بھی بڑی دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ گھر میں پیار و محبت بھرا ماحول بنانے میں والدین کا کردار بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اگر ماں باپ بچوں کو بچپن ہی سے ایک دوسرے سے پیار و محبت کرنے، ایک دوسرے کا خیال رکھنے کے بارے میں نرمی و شفقت سے سمجھاتے رہیں گے تو اِن شاءَ اللہُ الکریم بچپن سے ہی گھر میں اچھا ماحول بنے گا اور "گھر اَمن کا گہوارہ" بنا رہے گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

نواسۂ رسول، حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے بڑے بھائی سے محبت کا ایک اور ذوق افزا واقعہ پڑھئے اور جھومئے:

﴿3﴾ بڑے بھائی سے محبت کا نِرالا اَنداز

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے پتا چلا کہ امامِ حسن اور امامِ حسین رضی اللہ

عنہما کے درمیان کسی شکررَنجی (یعنی معمولی ناراضی جو کبھی دوستوں میں بھی ہو جاتی ہے) کی وجہ سے بات چیت بند ہے تو میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی: لوگ آپ دونوں حضرات کو اپنا مُقتدا (یعنی پیشوا) سمجھتے ہیں۔ آپ اپنے بڑے بھائی جان کے پاس جاکر اُن سے بات چیت کیجئے کیونکہ آپ اُن سے عمر میں چھوٹے ہیں۔ اِس پر حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا یہ فرمان نہ سنا ہوتا کہ "صلح میں پہل کرنے والا جنت میں بھی پہلے جائے گا" تو میں ضرور اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اُن سے پہلے جنت میں جاؤں۔

صحابیِ رسول حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور اُنہیں سارا واقعہ بتایا تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "صَدَقَ اَخِیْ" یعنی "میرے بھائی نے سچ کہا" پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے بھائی حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آکر اُن سے گفتگو فرمائی۔ (ذخائرُ العقبیٰ، ص238)

نونہالِ چمنِ مُصطفوی مُرتضوی جسے قدرت نے چُنا زینتِ جنّت کے لیے

(دیوانِ سالک، ص92)

اے عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت! اِس واقعے میں جہاں امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی بڑے بھائی سے کمال محبت کا بیان ہے وہیں ایک بڑا اہم پیغام بھی ہے کہ سب سے زیادہ احادیثِ پاک روایت کرنے والے صحابیٔ رسول حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دونوں شہزادوں کی خدمتوں میں حاضری دے کر صُلح کی صورت فرمائی، صحابۂ کرام علیہم الرضوان اہلِ بیت اَطہار کے بڑے خیر خواہ و غمگسار تھے، یونہی اہلِ بیتِ اَطہار صحابۂ کرام پر بڑے شفیق و مہربان تھے، احادیثِ مبارکہ میں اِس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

نازؔ ہیں آلِ نبی نجم ہیں اَصحابِ رسول لِلّٰہِ الْحَمد کہ مژدہ ہے یہ اُمت کے لیے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

﴿4﴾ صحابۂ کرام اور شہزادۂ عالی مقام کی آپس میں محبت کا بڑا پیارا واقعہ

حضرتِ محمد بن علی بن حسین رحمۃُ اللہِ علیہم فرماتے ہیں کہ (میرے دادا جان) امام حسین رضی اللہُ عنہ اپنی زمین پر جانے کے لئے پیدل تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں صحابیِ رسول حضرتِ نعمان بن بشیر رضی اللہُ عنہ ملے وہ اپنے خچر پر سوار تھے، آپ اپنی سواری سے اُتر گئے اور سواری کو حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی: "اے ابوعبد اللہ! آپ سوار ہو جائیے۔" امام حسین رضی اللہ عنہ سوار نہ ہوئے تو حضرتِ نعمان بن بشیر رضی اللہُ عنہ نے بہت اصرار کیا اور قسم دی کہ آپ اس پر ضرور سوار ہوں۔ امام حسین رضی اللہُ عنہ ان کے پُرزور اِصرار اور قسم دینے کی وجہ سے مان گئے اور فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں، آپ نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے۔ آپ سواری کے اگلے حصے پر سوار ہوں، میں پچھلے حصے پر سوار ہوں گا کیونکہ میں نے اپنی امی جان حضرت بی بی فاطمۃُ الزَّہرا رضی اللہُ عنہا سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے: "سواری کے اگلے حصے پر سوار ہونے کا حقدار اُس کا مالک ہوتا ہے۔" یہ سن کر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہُ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شہزادی نے سچ فرمایا، میں نے اپنے ابو جان حضرت بشیر رضی اللہُ عنہ سے ایسا ہی سنا جیسا حضرتِ بی بی فاطمہ رضی اللہُ عنہا نے ارشاد فرمایا اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اِلَّا مَنْ اَذِنَ یعنی سوائے اس کے جس کو سواری کا مالک اجازت دے دے۔ یہ سن کر حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ آگے سوار ہو گئے اور حضرتِ نعمان بن بشیر رضی اللہُ عنہ پیچھے سوار تھے۔ (معجم کبیر، 22/414، حدیث: 1025)

جو کہ ہے دل سے جگر پارۂ زہرہ پہ نثار ۔۔۔ خُلد ہے اس کے لیے اور وہ جنّت کے لیے

﴿5﴾ مقامِ امام حسین

ایک مرتبہ ایک جنازے میں شرکت کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ واپس تشریف لارہے تھے تو آپ کو تھکاوٹ محسوس ہوئی اور آپ ایک جگہ آرام فرمانے کے لئے کچھ دیر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی چادر سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک پاؤں سے مٹی وغیرہ صاف کرنے لگے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں منع فرمایا۔ اِس پر حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ پاک کی قسم! آپ کی جو عظمت وشان میں جانتا ہوں اگر لوگوں کو پتا چل جائے تو وہ آپ کو اپنے کندھوں پر اُٹھالیں۔

(تاریخ ابن عساکر، 14/179 مختصراً، تاریخ الاسلام للذہبی، 2/627)

- ہر صحابیِ نبی! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنّتی جنّتی
- حضرتِ صدیق بھی! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنّتی جنّتی
- اور عمر فاروق بھی! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنّتی جنّتی
- عثمانِ غنی! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنّتی جنّتی
- فاطمہ اور علی! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنّتی جنّتی
- ہیں حسن حسین بھی! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنّتی جنّتی
- والدینِ نبی! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنّتی جنّتی
- ہر زوجۂ نبی! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنّتی جنّتی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

﴿6﴾ کنیز کو آزاد کر دیا

ایک مرتبہ نواسۂ رسول، حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک کنیز نے گلدستہ پیش کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: جا! تو اللہ پاک کے لئے آزاد ہے۔ عرض کی گئی: آپ نے ایک گلدستے پر کنیز کو آزاد فرمادیا؟ جنتی نوجوانوں کے سردار امام حسین رضی اللہ عنہ نے اِرشاد فرمایا: ہمیں اللہ پاک نے یہی اَدب سکھایا ہے۔ (التذکرۃ الحمدونیۃ، 2/186)

اے عاشقانِ امامِ حسین! شہزادۂ مشکل کُشا، شہیدِ کربلا حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت ہمارے لئے قابلِ تقلید (یعنی عمل کرنے کے قابل) ہے، جب ایک گلدستہ پیش کرنے پر آپ کے نوازنے کا یہ عالَم ہے کہ کنیز کو آزاد کر دیتے ہیں تو دیگر معاملات میں کتنی بڑی عطائیں کرتے ہوں گے۔ اللہ کرے! ہم سب سچے عاشقِ امام حسین بن جائیں، اپنے مسلمان بھائیوں سے اچھا سلوک کریں، اپنی ذات کے لئے بدلہ نہ لیں، نفرت نہ کریں اور اپنے دِل میں کسی کا بُغض و کینہ نہ رکھیں۔ محبت کے زبانی دعوے کرنا تو آسان ہے اَصل کمال تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلنا ہے اور ایسے خوش نصیب عاشقِ صحابہ و اہلِ بیت کا کیا کہنا کہ فرمانِ امام حسین رضی اللہ عنہ ہے: جس نے اللہ پاک کی رِضا کے لئے ہم سے محبت کی ہم اور وہ قیامت کے دن یوں ہوں گے، شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

(معجم کبیر، 3/125، حدیث: 2880)

عظیم عاشقِ صحابہ و اہلِ بیت میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرتِ علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں:

بھیک دے الفتِ مصطفےٰ کی سب صحابہ کی آلِ عبا کی

غوث و خواجہ کی احمد رضا کی میرے مولیٰ تو خیرات دیدے

(مولا علی، بی بی فاطِمہ، امام حسن اور امام حسین علیہم الرّضوان کو ”آلِ عَبا“ کہتے ہیں۔)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

(7) تین سوالات کے دُرست جوابات

منقول ہے کہ نواسۂ رسول حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اَعرابی (یعنی عرب کے گاؤں میں رہنے والے) سائل نے آکر سلام عرض کیا اور سوال کرتے ہوئے کہنے لگا: میں نے آپ کے پیارے پیارے نانا جان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی ضرورت ہو تو اِن چار میں سے کسی ایک شخص سے سوال کرو۔ یا اہلِ عرب کے شریف آدمی سے، یا سخی آقا سے، یا حاملِ قرآن سے، یا پھر ایسے شخص سے جس کا چہرہ روشن و مُنوّر ہو اور آپ میں تو یہ چاروں علامات پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ آپ عَرَبی بھی ہیں اور اپنے نانا جان کی وجہ سے شرافت والے بھی ہیں اور سخاوت کرنا تو آپ کی عادتِ مبارکہ ہے اور قرآنِ کریم تو آپ کے گھر میں نازل ہوا ہے اور نورانی چہرہ، اس کے متعلق میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے سنا ہے کہ جب تم مجھے دیکھنا چاہو تو حَسَن اور حُسین (رضی اللہُ عنہما) کو دیکھ لیا کرو۔ حضرتِ امامِ حسین رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: تمہاری کیا ضرورت ہے؟ اُس نے اپنی ضرورت لکھ کر پیش کردی۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے تین سوال کرتا ہوں اگر تم ان میں سے کسی ایک کا بھی صحیح جواب دوگے تو میرے تمام مال میں سے تہائی (1/3) مال تمہارا ہے اور اگر تم نے دو سوالوں کا جواب صحیح دیا تو دو تہائی (2/3) مال تمہارا ہے۔ اور اگر تم نے تینوں سوالوں کا درست جواب دے دیا تو میرا تمام مال تمہارا ہے اور آپ نے مال کا تھیلا جس پر عراقی مُہر (Stamp) بھی لگی ہوئی تھی اعرابی کی طرف بڑھادیا۔ پھر پہلا سوال

فرمایا: سب سے افضل عمل کیا ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ پاک پر ایمان لانا۔ پھر آپ نے دوسرا سوال فرمایا: ہلاکت سے نجات کس طرح مل سکتی ہے؟ اُس نے عرض کیا: اللہ پاک پر یقین رکھنے کے سبب۔ پھر آپ نے اُس سے تیسرا اور آخری سوال کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: آدمی کو کیا چیز مُزیَّن کرتی (یعنی سجاتی) ہے؟ اُس نے عرض کی: ایسا علم جس کے ساتھ حِلم (یعنی برداشت کرنے کی قوت) بھی ہو۔ شہزادۂ عالی وقار، کربلا کے قافلہ سالار، حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ جواب سُن کر اُس سے مزید کچھ باتیں کیں اور پھر مسکراتے ہوئے مال کا تھیلا اُسے عطا فرمادیا۔ (تفسیر رازی، پ ۱، البقرۃ: 31، 1/415) اللہ ربُّ العزّت کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

(8) شریعت کے مسئلے پر عمل

شہزادۂ مُشکل کُشا، لختِ جگرِ زہرا، امامِ کربلا، امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے غلام کا بیان ہے کہ میں امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ آپ کا گزر ایک گھر کے قریب سے ہوا۔ آپ نے اُس گھر سے پانی مانگا تو ایک خادِمہ پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئی جس میں چاندی کی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے پیالے سے چاندی نکال کر خادِمہ کو دی اور فرمایا: اِسے اپنے گھر لے جاؤ، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پانی پیا۔

(طبقات ابن سعد، 6/411، مطبوعہ قاہرہ مصر)

اے عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت! فقہی مسئلہ یہ ہے کہ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور اِن کی پیالیوں سے تیل لگانا یا اِن کے عطر دان سے عطر لگانا یا اِن کی انگیٹھی سے بخور

کرنا (یعنی دھونی لینا) منع ہے اور یہ ممانعت مرد و عورت دونوں کے لیے ہے۔ عورتوں کو اِن (یعنی سونے، چاندی) کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت، 3/395)

امامِ عالی مقام، امامِ عرش مقام، امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی مَحَبّت کا دَم بھرنے والے اس واقعے سے شرعی مسائل پر عمل کرنے کا ذہن بنائیں کیونکہ شریعت کی پیروی میں ہی محبتِ امامِ حسین پنہاں (یعنی چھپی ہوئی) ہے، غیر شرعی کاموں میں مشغول ہونا کامل مَحَبّتِ امام حسین کے منافی (یعنی خلاف) ہے، امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا مبارک گھرانہ وہ گھرانہ ہے جہاں سے شریعت کے احکام جاری ہوتے ہیں، یہ حضرات تو قرآن و سنّت پر عمل کرنے میں اپنی مثال نہیں رکھتے، وقتِ شہادت آچکا ہو اور بارگاہِ الٰہی میں سجدے کے لئے اپنا سر جھکا دینا انہی کا حصّہ ہے، کربلا کے تپتے صحرا میں ظلم و ستم کی آندھیاں چلنے کے باوجود پاک بیبیوں کے صبر و ہمت کی مثال تاریخ میں ملنی دُشوار ہی نہیں قریب بہ ناممکن ہے۔ بلکہ اِس مظلومیت کے باوجود پردہ وحیا کو برقرار رکھ کر زمانے میں وہ مثال قائم کی کہ رہتی دُنیا تک لوگوں کے لیے ایک عظیم الشّان روشن مثال ہے۔ کربلائے معلّٰی کے واقعات سے عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت کو شریعتِ مطہرہ پر عمل کا جذبہ بڑھانے کا ذہن بنانا چاہیئے۔ ہم کیسے عاشقِ امام حسین ہیں کہ ہمارے امامِ پاک اپنے مبارک سر پر عمامہ شریف کا تاج سجائیں اور ہم ننگے سر گھومنے میں فخر محسوس کریں، ہم کیسے عاشقِ امام حسین ہیں کہ امامِ پاک فرض تو فرض نوافل و تلاوت کی کثرت فرمائیں بلکہ عاشورا یعنی 10 محرم، شہادت کی ساری رات اللہ پاک کی یاد میں مصروف رہیں اور ایک ہم ہیں جو عاشقِ امام حسین کہلاتے ہیں لیکن عبادت کے لئے وقت ہی نہیں پاتے؟ امام حسین کی نیاز بالکل دینی چاہیئے اور اگر شریعت کے دائرے

میں رہ کر رضائے الٰہی کے لئے نیاز کی جائے تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے لیکن نیاز کی وجہ سے نماز یا جماعت میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے، ہماری نیاز کی وجہ سے مسلمانوں کے گزرنے کا راستہ بند نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہمیں تو دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کا ذہن بنانا چاہیئے، خاندانِ رسول کی باحیا پاک بیبیوں سے پیار کرنے والیاں بھی غور کریں کہ کربلا شریف میں بے کسی کی حالت میں بھی اُن کے پردے میں ذرّہ برابر فرق نہیں آیا اور ہم کیسی کنیزِ اہلِ بیت ہیں؟ شاپنگ سینٹروں کے چکر لگانا، بازاروں میں گھومنا، شادی کے فنکشنز میں نِت نئے فیشن اپنا کر بے پردگی کا مظاہرہ کرنا اُن پاک بیبیوں کو کس قدر ناپسند ہو گا۔

بے بسی میں بھی حیا باقی رہی سب حسینی پردہ داروں کو سلام

کربلا کا خونیں منظر رِسالے کی مدنی بہار

فیضانِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ پانے اور اخلاق و کردار کو نکھارنے کے لئے عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے پیارے پیارے دینی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، آپ کے دِلوں میں صحابہ واہلِ بیت کی مَحبّت بڑھانے کے لئے ایک مدنی بہار پیش کرتا ہوں:

حیدر آباد (سندھ پاکستان) کے ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ غالِباً 2004ء کی بات ہے فیضانِ مدینہ میں ایک ذمہ دار مبلغ (جو دعوت اسلامی کے دینی ماحول سے کم و بیش 15 سال سے وابستہ ہیں) نے حیرت انگیز بات بتائی۔ انہوں نے بتایا کہ اُن کا خاندان بدمذہبوں سے تعلق رکھتا تھا۔ بچپن ہی سے اُنہیں یہ ذہن دیا گیا کہ عاشقانِ رسول علماءِ کرام اور کسی دین دار شخص کے قریب بھی مت جانا ورنہ (معاذاللہ) وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ حتّٰی کہ

وہ کسی عاشقِ رسول سُنّی کو مذہبی حلیے میں دیکھتے تو (معاذاللہ) اُن پر آوازے کَستے اور اُن کا مذاق اُڑاتے۔ وہ فلموں کے بڑے شوقین تھے۔ چُھٹی کے دن دوستوں کے ساتھ سینما گھر جا کر فلم دیکھنے کا عرصۂ دراز سے معمول تھا۔ زندگی اسی طرح غفلت میں گزر رہی تھی کہ اُن کے نصیب جاگ اُٹھے۔ 1994ء کی بات ہے جب وہ کالج میں پڑھتے تھے کہ اُن کے ماموں جو بدعقیدگی سے توبہ کرکے عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں آکر امیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے ذریعے سلسلہ عالیہ قادِریہ رَضَویہ میں داخل ہو کر "عطاری" بن چکے تھے اور سارادن عمامہ شریف کا تاج سجائے رکھتے تھے۔ غالباً شعبان المعظم کا مہینہ تھا کہ ایک بار جمعۃ المبارک کے دِن صبح کے وقت اُن کے یہ ماموں ان کے گھر آئے اور جاتے ہوئے اُن مبلّغ اسلامی بھائی کو شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم سے متعلق امیرِ اہلِ سنّت کا رسالہ تحفے میں دیا۔ اُنہوں نے یہ سوچ کرلے لیا کہ اِن کے جانے کے بعد کہیں رکھ دوں گا۔ مگر بعد میں جب ٹائٹل پر رسالے کا نام **"کربلا کا خونیں منظر"** دیکھا تو اپنائیت سی محسوس ہوئی۔ چنانچہ اُنہوں نے رسالہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اہلِ بیتِ کرام علیہم الرِّضوان سے بے حد عقیدت کا اظہار اتنے باادب اَنداز میں پہلی بار پڑھا۔ اندازِ تحریر اتنا پُرسوز و پُرتاثیر تھا کہ اُن پر رِقّت طاری ہوگئی اور وہ کربلا والوں پر ہونے والے مَظالم کو یاد کرکے رونے لگے۔ واقعۂ کربلا کے ضمن میں امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے جن اصلاحی مَدَنی پھولوں سے نوازا تھا انہوں نے تو اُن کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ شہدائے کربلا سے متعلق بیانات تو بارہا سنے اور پڑھے تھے مگر "درسِ کربلا" آج پہلی بار سمجھ میں آیا تھا۔ اُن کی عجیب کیفیت ہو رہی تھی۔ اُنہوں نے اپنی بہن کو قریب بُلایا اور اسے بھی وہ رسالہ پڑھ کر سنانے لگے۔ رسالہ سن کر وہ بھی رونے لگیں یہاں تک کہ

اُن کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عظیم عاشقِ صحابہ واہلِ بیت، امیرِ اہلِ سنّت کی تحریر سے ہاتھوں ہاتھ برکت ظاہر ہوئی اور اُنہوں نے اور اُن کی بہن نے اُسی وقت (بُرے عقائد و اعمال سے) توبہ کی اور نماز پڑھنے کی نیّت کرلی۔ شام کو جب اُن کے دوست حسبِ معمول سینما جانے کیلئے بلانے آئے تو اُنہوں نے معذرت کرلی، اُن کے دوست حیران تھے مگر اُنہوں نے زیادہ گفتگو نہیں کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! چند دنوں کے بعد اُنہوں نے وہی رسالہ اپنے ابو، امی کو بھی سنایا تو وہ بھی بے حد متأثر ہوئے اور آپس میں مشورہ کرکے آئندہ گھر میں T.V نہ چلانے کا پکاذ ہن بنالیا۔ (اُس وقت تک مدنی چینل نہیں شروع ہوا تھا) جب جمعرات کا دن آیا تو اُنہوں نے گھر والوں سے کہا کہ میں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں جانا چاہتا ہوں۔ یہ سُن کر امی نے جو کہ امیرِ اَہلِ سنّت کا رسالہ پڑھ کر متأثر تو ہوئی تھیں مگر اجتماع میں جانے کی اجازت دینے سے یہ کہتے ہوئے انکار کردیا کہ صرف نماز پڑھو یہی کافی ہے، اجتماع وغیرہ میں جانے کی کوئی ضَرورت نہیں ہے۔ انہوں نے چندبار عرض کیا تو ابو جان نے امی سے فرمایا: اَرے جانے دو، ان کے ماموں بھی کہتے رہتے ہیں، وہ بھی خوش ہو جائیں گے۔ اسلامی بھائی نے موقع غنیمت جانتے ہوئے ابو جان کو بھی اپنے ساتھ اجتماع میں چلنے کی دعوت پیش کر دی کہ ابو آپ بھی چلیں۔ بہن بھی ساتھ دینے لگیں، ابو کچھ تردُّد کے بعد بالآخر چلنے کیلئے تیار ہو گئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! پہلے ہی ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی بَرَکت سے اُن کی زندگی میں مدنی انقلاب آ گیا۔ اجتماع میں جنّت کے موضوع پر بیان ہوا، ابو جان کے دل میں بھی دعوتِ اسلامی کی محبت پیدا ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! گھر میں امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل

پڑھے جانے کے ساتھ ساتھ "سنّتوں بھرے بیانات" سنے جانے لگے۔

اِس کی برکت سے نہ صرف اُن کا پورا گھر بلکہ خاندان کے چند دیگر گھرانے بھی بدمذہبیّت سے توبہ کر کے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو گئے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اُن کے خاندان میں بُرقع پہننے کا بالکل رواج نہ تھا اور بدقسمتی سے برقع پہننے کو بہت زیادہ معیوب سمجھا جاتا تھا۔ عظیم عاشقِ صحابہ واہلِ بیت، امیرِ اہلِ سنّت کی تحریر اور بیانات نے وہ بہاریں دکھائیں کہ اُن کی بہنیں برقع پہننے لگیں اور دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو کر ذمّہ دار اسلامی بہنوں کے ساتھ سُنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر دینی کاموں میں بھی شامل رہنے لگیں۔

عطائے حبیبِ خدا مَدَنی ماحول، ہے فَیضانِ غوث و رضا مَدَنی ماحول
سَنور جائے گی آخرت اِن شاءَ اللہ، تم اپنائے رکھّو سدا مَدَنی ماحول

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

(9) اپنا تمام وظیفہ سائل کو دے دیا

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! صحابہ واہلِ بیت سے محبت کا پیغام عام فرمانے والے مشہور ولیُّ اللہ حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "کشف المحجوب" میں لکھتے ہیں: نواسۂ رسول حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک مرتبہ ایک شخص اپنی غربت کی شکایت کرنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ! ہمارا وظیفہ آنے والا ہے، جیسے ہی وظیفہ پہنچے گا ہم آپ کو رُخصت کر دیں گے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک ایک ہزار دینار (یعنی سونے کے سکّوں) کی پانچ تھیلیاں آپ کی بارگاہ میں پیش کی گئیں۔

لانے والے نے عرض کی: حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے معذرت کی ہے کہ یہ تھوڑی سی رقم ہے اِسے قبول فرمالیجئے۔ امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے ساری رقم اُس شخص کے حوالے کر دی اور اُس سے معذرت فرمائی کہ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ (کشف المحجوب، ص77)

میٹھے میٹھے مصطفٰے کی بارگاہِ پاک میں کیجئے میری سِفارش آپ یا داتا پیا

کربلا والوں کے غم سے متعلّق ایک اہم فتویٰ

"فتاوٰی رضویہ" سے ایک سُوال مع جواب کا خلاصہ پڑھئے:

سُوال: اہلِ سنّت و جماعت کو عَشَرۂ مُحَرَّمُ الحرام میں رنج و غم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کون سا سُنّی ہو گا جسے واقِعۂ ہائلۂ کربلا (یعنی کربلا کے خوف ناک قصّے) کا غم نہیں یا اُس کی یاد سے اُس کا دل مَحْزُون (یعنی رنجیدہ) اور آنکھ پُرنَم (یعنی اشک بار) نہیں، ہاں مصائب (یعنی مصیبتوں) میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے، جَزَع فَزَع (یعنی رونے پیٹنے) کو شریعت منع فرماتی ہے، اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اُسے جھوٹا اظہارِ غم رِیا ہے اور قصداً غم آوری و غم پَرْوَری (یعنی جان بوجھ کر غم کی کیفیت پیدا کرنا اور غم پالے رہنا) خلافِ رِضا ہے جسے اِس کا غم نہ ہو اسے بے غم نہ رہنا چاہئے بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اُس کی مَحبّت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص۔ (فتاوٰی رضویہ، 24/486-488 ملخصًا) اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (ذِکرِ شہادت میں) نہ ایسی باتیں کہی جائیں جس میں ان کی بے قدری یا توہین نکلتی ہو۔ (فتاوٰی رضویہ، 23/738)

مکاشفۃُ القلوب میں ہے: جان لیجئے کہ عاشورا کے دن حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اللہ پاک کی بارگاہ میں آپ کے درجات اور رِفعت میں اضافے کی واضح دلیل ہے لہٰذا جو شخص اس دن آپ کے مصائب کا ذِکر کرے اسے یہ مناسب نہیں

کہ سوائے ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن“ کے اور کچھ کہے کیونکہ اسی میں اللہ پاک کا حکم ماننا اور فرمانِ الٰہی پر عمل کرنا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ ۟ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ ﴾ (پ 2، البقرۃ:157) ترجمۂ کنز الایمان: یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 312)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ شانِ صحابہ و اہلِ بیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اُن کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
اَلغرض اُن کے ہر مُو پہ لاکھوں درود ان کی ہر خُو و خَصلت پہ لاکھوں سلام
اس شہیدِ بَلا شاہِ گلگوں قَبا بیکسِ دَشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

ہر صحابیِ نبی! .... جنّتی جنّتی
حضرتِ صدیق بھی! .... جنّتی جنّتی
اور عمر فاروق بھی! .... جنّتی جنّتی
عثمانِ غنی! .... جنّتی جنّتی
فاطمہ اور علی! .... جنّتی جنّتی
ہیں حسن حسین بھی! .... جنّتی جنّتی
والدینِ نبی! .... جنّتی جنّتی
ہر زوجۂ نبی! .... جنّتی جنّتی

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

”جنّت“ ساداتِ کرام کے قدموں کے صدقے سے ملے گی۔

(20 رمضان المبارک 1442ھ رات)

978-969-722-197-4
01082205

فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net